ایک خط

منشا محسن

پیاری امی جان السلام وعلیکم:

مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی ڈاکیا آپ کو یہ خط دے کر گیا ہوگا، آپ حیران رہ گئی ہوں گی۔ حیرانی کے بعد دوسرا تاثر جو آپ کے چہرے پر آیا ہوگا، یقیناً پریشانی کا ہوگا۔ پھر آپ نے دھیرے سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے یہ خط اپنے دوپٹے کے پلو میں

www.zemtime.com

چھپالیا ہوگا۔ اور آپ نے یہ سوچا ہوگا کہ باورچی خانے میں کھانا بناتے ہوئے آپ چوری چوری یہ خط پڑھیں گی اور اب مجھے یقین ہے کہ آپ کچن کے سٹول سے لگ کر کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے بوگن ویلیا کی بیل کے ساتھ لگی بے کار یہ خط پڑھ رہی ہوں گی اور میرے بارے میں سوچ رہی ہوں گی کہ آپ کی اس نامراد اور بے رکار بیٹی نے کتنی مدت بعد آپ کو یاد کیا ہے۔

میں سچ میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں آپ سے بہت زیادہ شرمندہ ہوں۔ کبھی کبھی ہوتا ہے نا کہ انسان کی زندگی میں سارے لفظ ختم ہوجاتے ہیں۔ شرمندگی کے، پشیمانی کے، معافی مانگنے کے، سچ پوچھیں تو میرے پاس اب ایسے کوئی بھی الفاظ نہیں بچے کہ آپ سے کہہ کر اپنا کفارہ ادا کرلوں، شاید زندگی میں کچھ کفارے، کبھی بھی آپ کو حاصل نہیں ہوتے بلکہ آپ مسلسل سزا کی کیفیت میں پوری زندگی بسر کرتے ہوں۔ میں نہیں جانتی، آج کیا بات ہے اور میرے دل کی ایسی حالت کیوں ہے کہ میں بہت عجیب سا محسوس کررہی ہوں! اس وقت نیلا اودا آسمان بادلوں سے ڈھک چکا ہے

تھوڑی تھوڑی گرج چمک کے ساتھ بارش ہونے کو ہے۔ مسلسل سات دنوں سے یہاں بارش برس رہی ہے اور میرے دل میں بھی ایک مسلسل بارش ہورہی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں آپ کو یاد کررہی ہوں۔ کس وجہ سے؟ کس لئے جب میں اپنی زندگی کے سارے ناتے، رشتے، تعلقات توڑ کر اس دیس میں آگئی ہوں جسے ”محبت“ کہتے۔ کیا واقعی اسے محبت کہتے ہیں؟؟

ہم لڑکیاں بھی کتنی بے وقوف ہوتی ہیں۔ ان تعلقات کو بھی محبت کا نام دے دیتی ہیں، جو صرف اور صرف لالچ، حرص، خود غرضی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ شاید میں اپنے ماضی کی باتیں بتا کر، آپ کو تکلیف دے رہی ہوں یا شاید آپ سب کچھ جانتی بھی ہیں۔ میں آپ کو ایک بار پھر سے اذیت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی۔

کیونکہ میری زندگی کے یہ سال، اذیت ہیں اور میں جانتی ہوں کہ ازلی اذیت میں مبتلا ہونا کیسا ہوتا ہے؟

یہاں آپ سے دور، بہت دور اتنے سالوں بعد اب بھی میں اپنے اس طویل لمبے آنگن کو یاد کرتی ہوں۔

جہاں کی دیواروں پر بوگن ویلیا لگی ہوئی ہوتی تھی۔ لکڑی کا ہمارا دروازہ جوڑا کیا جب بھی آتا، ابا کی پینشن دینے تو بجا کرتا تھا۔

صوفیہ باجی، غزالہ باجی کے ٹیوشن کے بچے، ٹاٹ پر بیٹھے ہوئے ہل ہل کر اپنا سبق یاد کررہے ہوتے اور کبھی کبھی ہمارے پنجرے میں رکھا مٹھو جو سارا سارا دن بولتا رہتا تھا۔

اور اکثر رات کے وقت بلی کے آنے کی خبر بھی ہمیں اسی سے ملا کرتی تھی۔ آن کی آن میں زندگی کیسے بدل جاتی ہے کہ انسان کو پتا بھی نہیں چلتا۔ شاید یہی ہوتا ہے، مجھے آج بھی ہمیشہ کی طرح یاد ہے کہ ایک بار آپ نے کہا تھا۔

”نیلم! کچھ اولادیں شر کی طرح انسان کی زندگی میں داخل ہوتی ہیں اور ان سے آپ کو دکھ کے سوا کچھ نہیں ملتا۔“

مجھے لگتا ہے کہ اولاد کی نسل میں، میں وہی شر کا بیج ہوں جس نے دکھ کے علاوہ آپ کو کچھ نہیں دیا۔

ابا کثر کہا کرتے تھے کہ میری دونوں بیٹیاں صابر ہیں مگر نیلم کی بات سب سے الگ ہے۔ اس میں صبر نہیں ہے اس میں ناشکرا پن ہے۔

میں ہنس کر ابا سے کہتی تھی ”ابا! آپ کو نہیں پتا آپ کیسے جان سکتے ہیں میرے بارے میں۔“ اب سوچتی ہوں کہ میں کتنا غلط کہتی تھی۔

مجھے اپنے بارے میں بہت سارے گمان تھے۔

www.zemtime.com

میں آج بھی ان گمانوں پر شرمندہ ہوں۔ میں آپ سے کیا کہوں؟ کیسے کہوں کہ جیسے میں نے گھر چھوڑا تھا۔

اس کے بعد سے زندگی، میرے لیے عجیب حالوں میں آگئی ہے کہ میں بالکل بھی پرسکون نہیں رہی۔ روز کچن میں مجھ سے برتن چھوٹ جاتے ہیں۔ گھر میں کانچ کے سارے برتن توڑ چکی ہوں۔ مجھے سجھائی نہیں دیتا کہ میں کیا کروں۔ نیند میری آنکھوں سے کب کی رخصت ہو چکی ہے۔ تکیے پر سر رکھتی ہوں تو نیند کہیں دور بھاگ جاتی ہے، اور سکون ڈھونڈنے کو میں ہر وہ جتن کرتی ہوں، جس سے میرا سکون واپس آجائے۔ ماں۔!!

مگر میرا سکون واپس نہیں آتا۔ میری بیٹی ابھی صرف آٹھ سال کی ہے اور میں سوچتی ہوں کہ اولاد سے بڑھ کر دنیا میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ خیر زندگی بھر میں نے آپ کو اور ابا کو اسی تکلیف میں مبتلا کیا۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کے لیے، چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے لڑائی جھگڑے کرنا، روٹھ کر بیٹھ جانا، کمرے میں بند ہو جانا۔ پتا نہیں میری فطرت میں ایسا کیا تھا۔ میں اپنی فطرت پر ہی چلتی رہی۔

میں اس بات پر ہمیشہ شرمندہ رہوں گی۔

مجھے آج بھی یاد ہے کہ ہمیشہ میں نے آپ سے نئی یونی فارم اور رجسٹر کے بارے میں لڑائیاں کی تھیں جب میں چوتھی کلاس میں تھی۔

جانے کیوں ہم والدین کی مجبوریوں کو سمجھ ہی نہیں پاتے جیسے باقی مجبوریوں کو سمجھ نہیں پاتی تھی۔

وہ میری زندگی کے کیسے سال تھے، آج بھی انگلیوں پر گنتی ہوں تو مجھے گنتی بھول جاتی ہے کہ اس وقت آپ دونوں نے مل کر میری ساری خواہشات کو پورا کیا تھا۔

ساری خواہشیں بھی کسی کی پوری ہوتے میں نے نہیں دیکھیں، کہیں نہ کہیں خواہشوں کی لسٹ میں کوئی ایک خواہش ادھوری رہ جاتی ہے۔ مگر آپ نے اور ابا نے میری کسی خواہش کو بھی رد نہیں کیا۔

آج بھی مجھے اپنی باجیاں یاد آتی ہیں، وہ جو مکمل دوپٹوں میں ملبوس اکثر اپنے طالب علموں کو ٹیوشن پڑھایا کرتی تھیں۔ جن کے کردار، پاک بازی اور ان کے ہاتھ کے ذائقوں کی خاندان بھر تعریف کیا کرتا تھا، اور میں، یہ سوچا کرتی تھی کہ انہیں زندگی کا نہیں پتا۔ وہ کیسی دقیانوسی زندگی گزار رہی ہیں۔

لیکن میں غلط تھی ماں!

دقیانوسی تو میں خود تھی، میری سوچ تھی، اور جیسے ہی میں نے کالج کی راہ دیکھی تو وہاں کی زندگی کے رنگوں نے مجھے بے رنگ کر دیا۔ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے ناں کچھ رنگ آپ کو اندھا کر دیتے ہیں

کالج کی زندگی میں نظر آنے والے الہڑ شوخ رنگوں نے، ان کی روشنی نے، مجھے بھی اندھا کر دیا اور میری زندگی میں ایک ایسا شخص آیا جس نے سب کچھ برباد کر کے رکھ دیا۔

☆☆☆

اور جس کی وجہ سے میں سوچتی تھی کہ میں بہت بہادر ہو گئی ہوں۔ جو میرے لیے محافظ ہے۔

لیکن میں غلط تھی لڑکیوں کے لیے ان کے بھائی اور ماں باپ سے بڑھ کر کوئی محافظ نہیں ہوتا۔

شاید آج، اعتراف آپ سے اتنے سالوں بعد اس لیے کر رہی ہوں کہ، مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ماں باپ ہی آپ کے سب کچھ ہوتے ہیں۔

محبت تو کھیل ہوتی ہے، جس میں کھیلنے والے کھیلتے ہیں اور اس میں ہار کے علاوہ کچھ نہیں رکھا۔

شاید مجھے تو لگتا ہے، یہ محبت بھی نہیں ہوتی۔ یہ تو کچھ اور ہوتا ہے۔ عجیب سا، بالکل مختلف جو آپ کی زمین سے آپ کی جڑیں نکال کر آپ کو دور پھینک دیتا ہے۔

زمانے کے سورج کے سرد و گرم کے روبرو جہاں آپ نے اپنی جنگ، صرف اور صرف خود لڑنی

www.zemtime.com

ہوتی ہے۔ جیسے ہی میری زندگی میں احسن آیا میرے مزاج میں تبدیلیاں آنا شروع ہو گئی تھیں......

☆☆☆

بہت عرصے بعد، مجھے یہ خبر ہوئی تھی کہ وہ شخص میرے لیے کسی شر کی طرح تھا اور آپ سب میرے لیے خیر تھے اور میں شر کی طرف لپک کر گئی تھی میں نے اپنا خیر چھوڑ دیا تھا......

میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میں، ایک انجان شخص کو اپنے پیارے ابا جان کے مقابل لے آؤں گی۔

یہ میری بہت بڑی بھول تھی اور میں نے یہی کیا تھا کہ میں احسن کو اپنے خیر کے سامنے لے آئی تھی آپ لوگوں کے سامنے۔ میں نے احسن کے لیے ایک جنگ لڑی تھی اور اس جنگ میں، میں سب کچھ بھول گئی تھی۔ آپ کو، ابا جان کو، صوفیہ اور غزالہ باجی کو۔ مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا۔

ہم تخت پر بیٹھی ہوئی بہنیں، جو پہیلیاں بوجھا کرتی تھیں۔ وہ بھی یاد نہیں رہی تھی۔

وہ میری پیاری ماں، جو موسم کے سرد و گرم سے بالکل بے پرواہ ہو کر ہمارے لیے کچن میں اچھے اچھے کھانے پکایا کرتی تھیں۔ وہ بھی مجھے یاد نہیں رہے۔

وہ ہمارے لیے برآمدے کی سرخ سیڑھیوں پر پنجرے میں بیٹھا ہوا مٹھو، جسے ہم ہر صبح دیکھنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ وہ ہمارا ایک بہترین دوست تھا مجھے وہ مٹھو بھی بھول گیا تھا۔ اس شخص نے مجھے سب کچھ بھلا کر رکھ دیا تھا۔

☆☆☆

انسان کی زندگی میں کبھی بھی خواہشات کا ڈھیر نہیں ہونا چاہیے۔ جب بھی انسان اپنی خواہشات کی سیڑھی کو آسمان سے لگا لیتا ہے تو ٹھوکر اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

میرا بھی یہی حال ہوا تھا۔

احسن کو پانے کے لیے میں اپنے لوگوں کے مقابل آ گئی تھی۔ اماں آپ کے مقابل، ابا کے مقابل، باجیوں کے مقابل۔ آپ نے مجھے واسطے دے دے کر سمجھایا تھا۔

ابا نے مجھے پاس بٹھا کر نصیحتیں کی تھیں۔

غزالہ اور صوفیہ باجی نے مجھے پاس بٹھا کر باہر کے زمانے کے بارے میں سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ جو کہ میں نہیں جانتی تھی۔ لیکن میرے ذہن پر تو وہی ایک شخص سوار تھا۔ اس کی گاڑی، اس کا رہن سہن۔ اس کی طرزِ زندگی، یہ خواہشات ہیں ناں۔

یہ انسان کو گڑھے میں لے جاتی ہیں اور اوپر مٹی ڈال کر سلا دیتی ہیں۔ آپ کو پتا بھی نہیں چلتا کہ آپ کا دل کب کا مر چکا ہے، میرے سلسلے میں بھی یہی ہوا۔ بس میرا دل مر گیا تھا اور دل کے اندر ضمیر بھی سو گیا تھا۔

اگر کچھ باقی رہا تھا تو وہ صرف اور صرف خواہشات، ابا کی سائیکل کی جگہ ایک لینڈ کروزر، ایک اچھے ماڈل کی گاڑی نے لے لی تھی۔

صوفیہ باجی اور غزالہ باجی کی تخت پر بیٹھ کر ہونے والی خوش گوار خوش گپیوں اور پہیلیوں کی جگہ ایک شخص کی رومانوی گفتگو نے لے لی تھی......

اماں! آپ کے بنائے گئے لذیذ کھانوں کی جگہ فائیو اسٹار ہوٹل کے کھانوں نے لے لی تھی۔ میں ایک محاذ پر کہاں کہاں لڑتی رہتی......؟؟

بس میں احسن کے مقابلے میں، تب ہی ڈٹ گئی تھی، اور یہی مجھے لگ رہا ہے، میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ گھر، گاڑی، پیسہ، شہرت، بنگلہ وہ سب کچھ چاہیے تھا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کچھ لوگ صرف کاروباری ہوتے ہیں۔

وہ صرف اور صرف نفع کا سودا کرتے ہیں۔ جیسے احسن تھا۔ ٹھیٹ کاروباری شخص جس کی زندگی میں نفع کا ہی اصول ہے اور بس......!!

☆☆☆

www.zemtime.com

باہر بارش بہت تیز ہو چکی ہے۔

شاید کہیں تھوڑی بہت بجلی بھی چمکی ہے یا شاید کہیں بجلی گری ہے۔ دور تک دھواں پھیلا ہوا ہے۔

تڑ تڑ برستی ہوئی بارش میں، میں اپنے شیشے کے گھر میں اپنے آپ کو بہت چھوٹا محسوس کر رہی ہوں۔ شوہر نے ہمیشہ میری ضروریات، میری خواہشات کا خیال رکھا ہے۔ بس وہ ایک چیز بھول گیا ہے جسے اصل میں محبت کرنا کہتے ہیں۔ کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ میں اپنے شوہر کی تجارت کی بھینٹ چڑھ گئی ہوں۔ اپنی معذور ماں کی خدمت کروانے کے لیے اور سوسائٹی میں بڑا بننے کے لیے اس نے مجھ سے شادی کی ہے۔

شاید اسے تلاش ہی کسی ایسی، مڈل کلاس لڑکی کی تھی جو اس کے نیچے رہ کر اس کے گھر اور اس کی معذور ماں کو سنبھال سکے......

آپ نہیں جانتیں! ان ایلیٹ کلاس لوگوں کی باتیں، ان کا رہن سہن، اور یہ سب کچھ کتنا گھبراہٹ اور وحشت میں مبتلا کر دینے والا ہے۔

آپ کو پتا ہے نا! شیشوں میں آکسیجن نہیں ہوتی سانس رک جاتی ہے......

میں بھی یوں ہی مر جاؤں گی!

لیکن پھر یہ سوچ کر، خاموش ہو جاتی ہوں اور دل کو یہ تسلی اور دلاسا دیتی ہوں کہ نہیں، میری بیٹی کو میری ضرورت ہے۔ تب ہی یہ خیال میرے دماغ میں آتا ہے کہ میں خود ایک اچھی بیٹی نہیں بن سکی۔ تو کیا میں ایک اچھی ماں بن سکوں گی؟ یہی چیز مجھے خوف زدہ کرتی ہے......!!

میں آپ سے معافی نہیں مانگنا چاہتی تھی۔

کیونکہ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ میں آپ سے معافی بھی مانگ سکوں۔

ابا کے گزر جانے کے بعد مجھے لگتا ہے ساری دنیا میں، میں لاوارث ہو گئی ہوں۔ چاہے میں ابا سے نہیں ملتی تھی۔ چاہے ہماری ملاقات نہیں ہوتی تھی۔

چاہے میری آنکھیں ابا کے پرنور چہرے کو نہیں دیکھتی تھیں۔ لیکن مجھے کم از کم یہ احساس تو ہوتا تھا کہ اس دنیا میں، میں اکیلی نہیں ہوں۔ میرے ساتھ کوئی ہے۔ صوفیہ باجی اور غزالہ باجی کی شادی کے بعد مجھے معلوم ہے آپ تنہا رہ گئی ہوں گی۔

ابا کے گزر جانے کے بعد، آپ کا آخری سہارا بھی چھن گیا پھر میں یہ سوچتی ہوں کہ جن کی زندگی میں، سکون ہوتا ہے تو انہیں ان عارضی سہاروں کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ مجھے لگتا ہے اماں! کہ آپ کو خوف نہیں آتا ہوگا۔ کیونکہ آپ کے گھر میں سکون ہے۔ وہ سرخ اینٹوں والا طویل و عریض برآمدے والا گھر، وہ بوگن ویلیا کی بیلیں۔ مٹھو......!!

☆☆☆

آپ یقیناً خط پڑھ چکی ہوں گی۔ آپ کا بہت زیادہ وقت لے چکی ہوں اب اصل مدعے پر آتی ہوں اماں......!!

دعا کیجیے گا میری دل کو سکون مل جائے، میں اپنی بیٹی کی اچھی تربیت بھی کر سکوں۔

باہر بارش تھم چکی ہے، بام کے درختوں نے سر جھکایا ہوا ہے، شیشوں والے گھر میں جانے کہاں سے کوئی سکون کی لہر داخل ہو گئی ہے......

میرا دل آہستہ آہستہ دھیرے سے۔ سکون پاتا جا رہا ہے۔

مجھے پتا چل گیا ہے آپ نے میرے دل کو دعا دے دی ہوگی۔ اللہ اور مائیں کبھی ٹھکراتے نہیں ہیں۔

آپ کا بہت وقت لے لیا ہے۔ آخر میں بس اتنا کہوں گی دعا کیجیے گا کہ اللہ مجھے اولاد کا دکھ نہ دکھائے۔

آپ دعا کریں گی ناں......؟

خدا حافظ

آپ کی نیلم عرف نیلی

www.zemtime.com